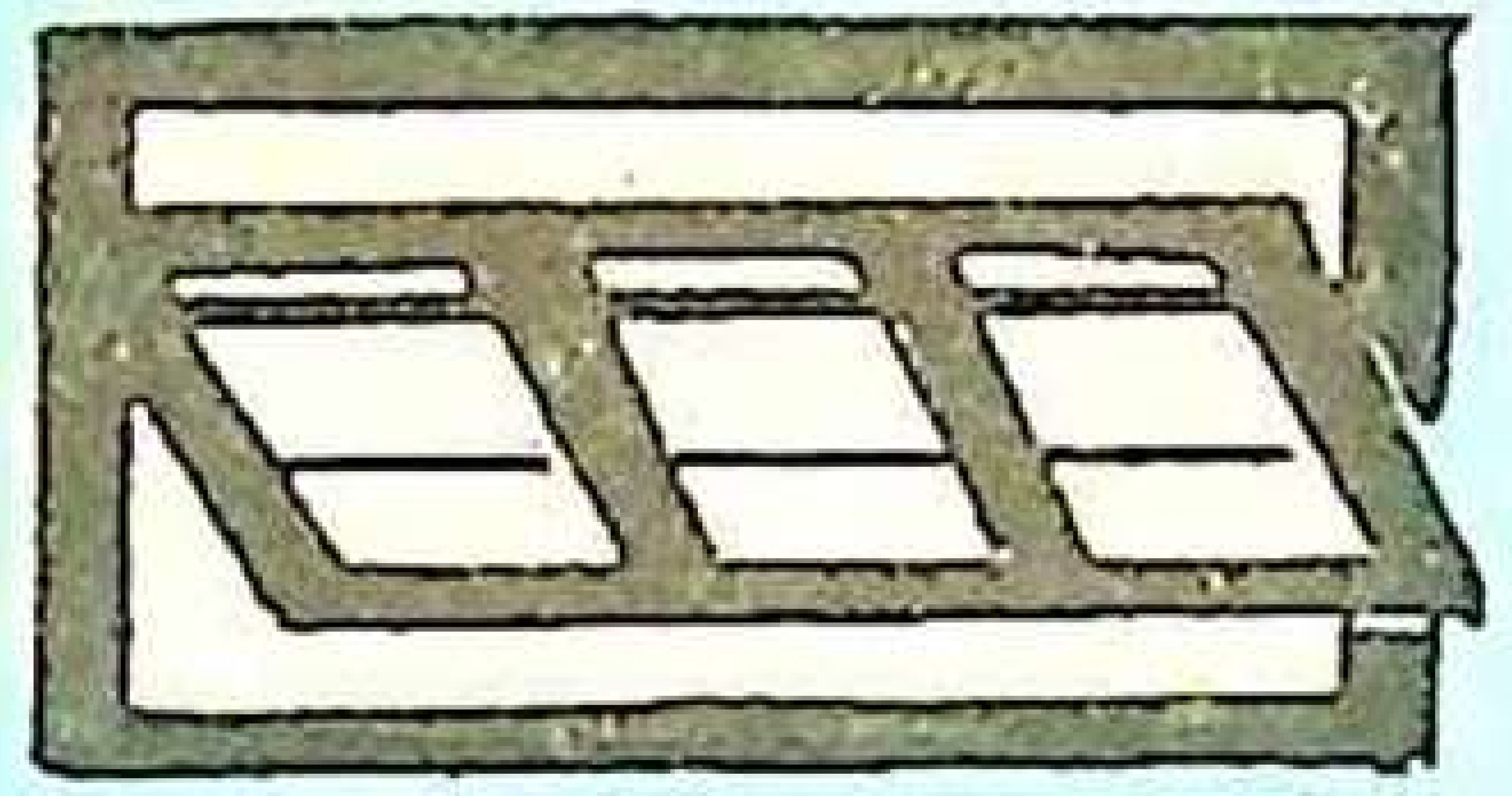


2

پیٹو میاں

ایم۔ایس ناز

جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں

ناشر: مسعود عمر

طابع : امپیریل پریس دہلی

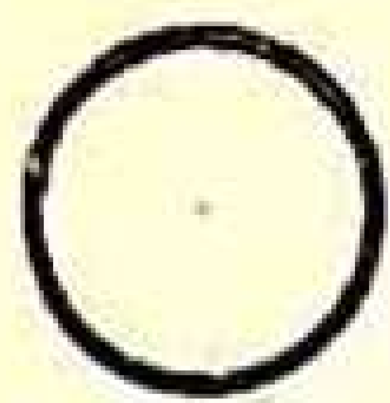
قیمت فی کتاب : ۶۵ پیسے

قیمت سیٹ (آٹھ کتابیں) پانچ روپے



سدابہار پبلیکیشنز

۱۹۳۷ ترکمان گیٹ، دہلی ۱۱۰۰۰۶



جاجی کا اصلی نام تو کسی کو
معلوم نہیں، البتّہ سب اسے پپّوڈ
میاں کہتے تھے۔ پپّوڈ بھی ایسے کہ
سارا باورچی خانہ چٹ کر کے بھی شور
مچاتے تھے "ہائے میں کئی دنوں سے

بھوکا ہوں اور کمزور ہو رہا ہوں،
کوئی بھی مجھ غریب پر ترس نہیں
کھاتا۔" اور امّی جھٹ سے اُس کے
آگے مختلف چیزیں رکھ دیتیں مگر وہ
ضد کر کے کہتے۔" میں تو چینی کھاؤں
گا۔" کھا کھا کے پپّو میاں تو پھول
کر کپّا ہو چکے تھے۔ ان کی ڈیڑھ من

وزنی توند تو چینی کی بوری معلوم ہوتی

تھی۔ پھر لباس میں نیکر پہن لیتے

اور سر پر پٹھانوں جیسی ٹوپی۔ اکثر

دیکھا گیا کہ ان کی جیب میں چوری

کے بسکٹ ہوتے اور وہ ٹھٹھرتی

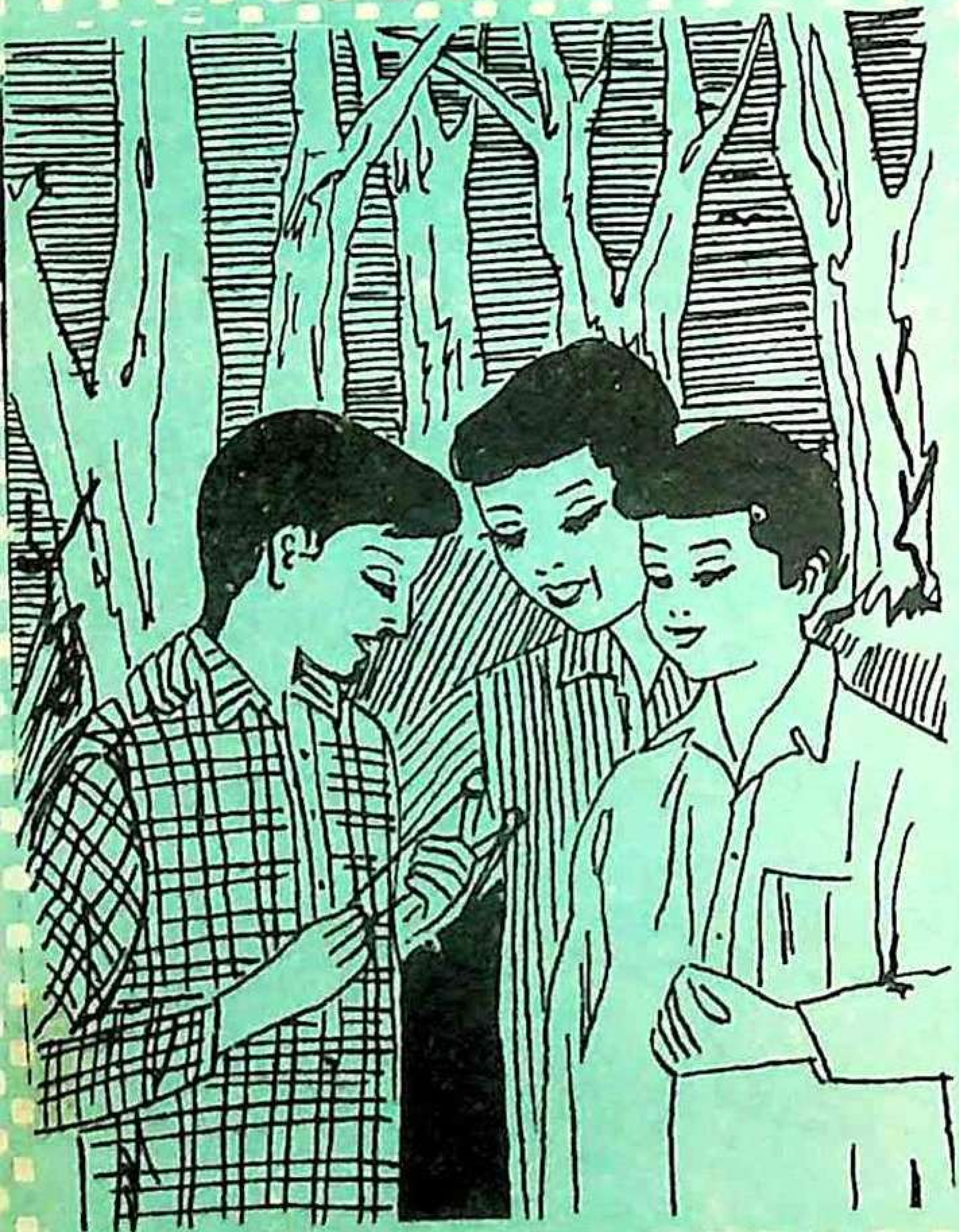
سردی میں کوٹ پہنے بڑے مزے

سے قُلفی کھوئے ملائی والی کھا رہے

ہوتے۔ قریب سے آم پاپڑ بیچنے والا
گزر رہا ہوتا، تو اُسے بھی آواز
دے کر ٹھہرا لیتے اور پھر سب
کچھ کھا پی کے بھی باورچی خانے
میں آ دھمکتے اور کہتے "ہائے امّی،
بڑی سخت بھوک لگی ہوئی ہے۔
بس چینی کا ایک پراٹھا پکا دیجیے نا!"

مزے کی بات تو یہ تھی کہ چینی کا
پراٹھا بھی چینی کے ساتھ کھاتے اور
ساتھ ساتھ میٹھا شربت پیتے جاتے۔
پیٹو میاں کی عُمر تیرہ سال تھی۔ وہ
آٹھویں جماعت میں پڑھتے تھے۔
گھر سے سکُول جاتے اور ہفتے میں
دو ایک بار سکُول جانے کی بجائے

راستے ہی میں نو دو گیارہ ہو جاتے۔
بلّو اور کاکا کو ساتھ لیتے اور
سیدھے باغ میں، غلیل سے چڑیوں
کا شکار کرنے پہنچ جاتے۔ بیچاری
چڑیوں کو بھُون کر کھانے میں
انہیں خدا جانے کیا لُطف آتا تھا۔
پپلیٹو میاں کو اپنے نام سے



بہت چڑ تھی۔ جب کوئی انھیں پپلو

میاں کہہ کر بُلاتا، اس سے ناراض

ہو جاتے اور بعض اوقات لڑنے

جھگڑنے اور مرنے مارنے پر اُتر

آتے۔ پھر خود ہی روتے ہوئے امّی

کے پاس چلے آتے اور کہتے "مَیں

تو صرف آٹھ دس روٹیاں، بسکٹ

کے تین چار ڈبّے، ٹافیوں کا ایک
عدد پیکٹ اور زیادہ سے زیادہ
سالن کی آدھی دیگچی کھاتا ہوں۔ اس
کے باوجود سب مجھے پلپلو کہہ کر
چھیڑتے ہیں۔" امّی پیٹو میاں کا پیار
سے مُنہ چوُمنے لگتیں اور کہتیں" بڑے
گندے ہیں وہ لوگ، جو میرے لال

کو پپّو چھیڑتے ہیں۔ وہ تو میرے
چاچی کو نظر لگا دیں گے۔" امّی کے
اِس پیار پر پپّو میاں معصوم نظروں
سے سوال کرتے۔" بڑی بھُوک لگی
ہُوئی ہے، امّی، بس چینی کا ایک
پراٹھا پکا دیجیے۔" اور اس طرح دن
میں انھیں کئی بار چینی کا پراٹھا کھانے

کو مل جاتا۔ ابّا جان انھیں منع کرتے

کہ چینی زیادہ نہ کھایا کرو، بیمار ہو

جاؤ گے۔ مگر پیٹو میاں سُنی اَن سُنی

کر دیتے اور جواب میں کہتے،

"چین کے لوگ بھی تو چینی کھاتے

ہیں، وہ کیوں بیمار نہیں ہوتے؟"

زیادہ کھانے کی وجہ سے پیٹو میاں

کو کلاس میں بیٹھے بیٹھے نیند

آجاتی۔ وہ خرّاٹے لینے لگتے تو

سارے لڑکے ہنسنے لگتے۔ ماسٹر جی

کی بھی ہنسی نکل آتی اور پپّو میاں

گھر آکر امّی، ابّا سے کہتے کہ

سکول کے لڑکے ان کا مذاق اڑاتے

ہیں۔ امّی نے ایک دن کہا کہ تم

دن بہ دن موٹے ہوتے جا رہے
ہو، کھیلا کُودا کرو، ٹھیک ہو جاؤ
گے. پپّو میاں کی سمجھ میں یہ بات
تو آگئی، مگر انھوں نے بار بار
کھانے کی عادت کو ترک نہ کیا اور
وہ پپّو کے پپّو رہے۔
ایک اتوار، پپّو میاں کے ابّا

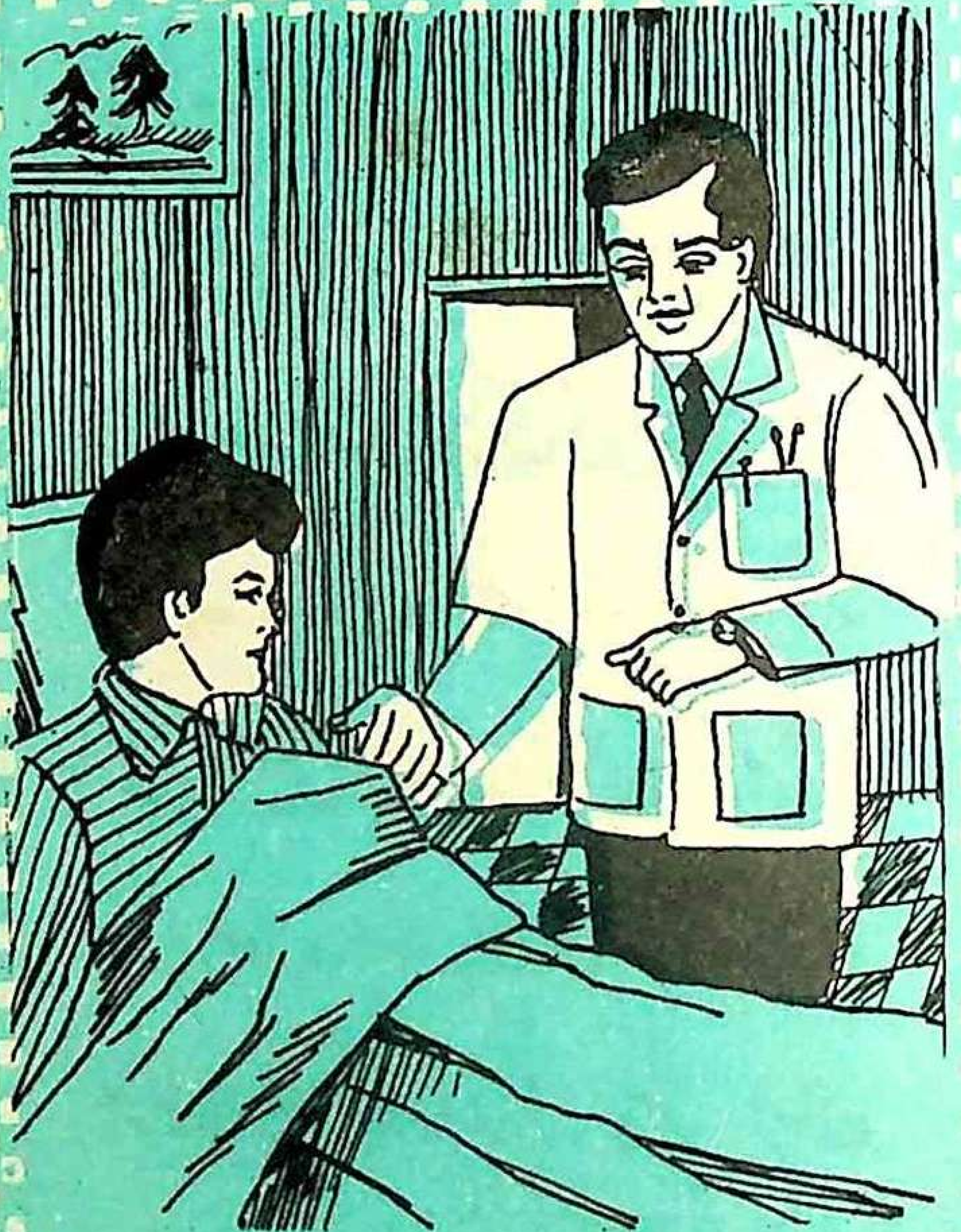
نے گھر میں اپنے دوستوں کو ایک
دعوت پر بُلایا۔ وہ ہفتے کی رات
ہی مٹھائی لے آئے تھے۔ یہ مٹھائی
باورچی خانے کی الماری میں رکھی ہُوئی
تھی۔ پپیٹو میاں کو اس کا علم ہو
گیا۔ رات کے وقت جب سب
میٹھی نیند سوئے ہُوئے تھے، پپیٹو میاں

آرام سے بستر سے اُٹھے اور سیدھے باورچی خانے میں پہنچ گئے۔ بتّی بھی نہ جلائی کہ کہیں چوری نہ پکڑی جائے۔ انھوں نے جلدی جلدی میں پہلے برفی پر ہاتھ صاف کیے، پھر لڈّو اور بالوشاہی کھائے۔ اسی دوران میں صابن کا ایک ٹکڑا بھی ہاتھ لگ گیا۔

پپّو میاں اسے برفی سمجھ کر نگل
گئے۔ جب انھیں تسلّی ہو گئی کہ
کلو بھر مٹھائی چٹ ہو گئی ہے،
تو چُپکے سے دوبارہ بستر پر آ کر
لیٹ گئے۔ ابھی آنکھ نہ لگی تھی کہ
ان کی طبیعت خراب ہونے لگی۔
پیٹ میں کچھ درد محسوس ہونے لگا۔

اور پھر ایک ایسی قے آئی کہ گھر کے سب لوگ جاگ پڑے۔ ابّا باورچی خانے سے ہاضمے کا چُورن لینے گئے، تو مٹھائی کا ڈبّہ خالی پڑا تھا۔ وہ ساری بات سمجھ گئے۔ پپّو میاں کے پاس آکر پُوچھنے لگے، تو انھوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ

ہیں نے مٹھائی کھائی ہے۔ پیٹو میاں
ہاضمے کے چورن سے ٹھیک نہ
ہو سکے، رات بھر ان کی طبیعت
خراب رہی۔ صبح ہوتے ہی ڈاکٹر کو
بلایا گیا، تو پتہ چلا کہ پیٹو میاں
کہیں اندھیرے میں مٹھائی کے ساتھ
صابن بھی کھا گئے ہیں۔ پیٹو میاں



نے یہ سُنا تو زور زور سے چلّانا
شروع کر دیا۔ "مجھے بچاؤ، مَیں کبھی
چوری کی مٹھائی نہ کھاؤں گا۔" اس
کے بعد انھوں نے اللہ سے دُعا
مانگی۔ انھیں چند روز میں آرام آگیا،
اور انھوں نے چوری سے توبہ
کر لی۔ پھر ایک روز پیٹو میاں

دوستوں کے ساتھ چڑیوں کے شکار
کو گئے، تو ایک مداری کا بھالو
رسّی تڑوا کر باغ میں پہنچ گیا۔
پپّو میاں کے کچھ دوست تو بھاگ
گئے اور باقی درخت پر چڑھ گئے۔
اب پپّو میاں کی شامت آ گئی۔
وہ درخت پر چڑھ نہ سکے۔ ان

سے دوڑا بھی نہ جا رہا تھا۔ وہ
ہانپتے کانپتے ایک جھاڑی کے
پیچھے چھپ گئے۔ اتنے میں لوگوں کا شور
سُنائی دیا۔ "دوڑو، پکڑو، جانے نہ پائے۔"
پھر بندوق چلنے کی آواز آئی۔
پیٹو میاں نے جھاڑی کی اوٹ سے
جھانکا، تو بھاﺅ زخمی ہو کر زمین پر

پڑا تڑپ رہا تھا۔ پپٹو میاں اکڑ فوں
دکھاتے ہوئے جھاڑی سے باہر نکلے۔
اس وقت تک بہت سے لوگ
وہاں پہنچ چکے تھے۔

”جان بچی، سو لاکھوں پائے“ پپٹو میاں
نے اللہ کا پھر شکر ادا کیا۔ گھر آ کر
نماز پڑھی اور لگے دعائیں کرنے،

"یا مولا، میرے موٹے پیٹ پر رحم کر"

امّی، پپّوٗ میاں کی زبانی یہ دُعا سُن کر

ٹھہر گئیں اور بولیں "تُم اگر وعدہ

کرو کہ کم کھایا کرو گے، تو تمھاری

دُعا ضرور قبول ہو گی۔"

پپّوٗ میاں نے مُصلّے پر بیٹھ کر

وعدہ کیا کہ وہ آئندہ سے بدپرہیزی



نہیں کریں گے۔"

وہ دن اور آج کا دن، پپٹو میاں سکول سے کبھی نہیں بھاگے اور نہ ہی چڑیوں کا شکار کرنے جاتے ہیں۔ کم کھاتے ہیں اور کم بولتے ہیں، جھوٹ نہیں بولتے اور نہ ہی سکول سے چھٹّی کرتے ہیں۔ صبح سویرے اُٹھتے

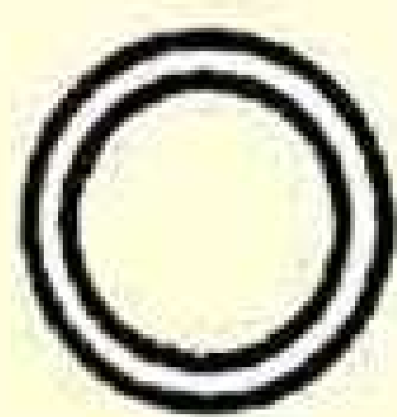
ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں اور یہ دُعا ضرور
مانگتے ہیں کہ "اللہ میاں میرے پیٹ
کو چھوٹا کر دے۔"

سُنا ہے کہ پیٹو میاں کی دُعا ابھی
تک قبول نہیں ہوئی۔

ان دنوں پیٹو میاں ہر وقت یہ نظم
گاتے رہتے ہیں ؎

توبہ توبہ دُہائی دُہائی
مَیں نہیں ہُوں پپیوُ بھائی
ہر دم چِڑنا کام تھا میرا
اب کھاتا ہُوں بس دُودھ ملائی
لیکن پھر بھی حال وہی ہے
ڈھنگ وہی ہے چال وہی ہے
پپیوُ میاں ویسے کے ویسے ہی

ہیں۔ آج کل انھیں یہی غم کھائے جا رہا ہے کہ میں موٹا ہوں۔ اسی غم میں وہ اور بھی موٹے ہوتے جا رہے ہیں۔



سیٹ نمبر ۵ کی کتابیں

۱۔ عقلمند مینا

۲۔ ننھا منا بادشاہ

۳۔ چھوٹے میاں سبحان اللہ

۴۔ خوبصورت پرندہ

۵۔ خونی بھوت

۶۔ ناگن ملکہ

۷۔ مچھلیوں کی رانی

۸۔ مغرور راجہ

ہر کتاب دو رنگ میں تصویروں کے ساتھ چھپی ہوئی

قیمت فی کتاب : ۶۵ پیسے قیمت سیٹ : پانچ روپے